دلوں کے اندر
بدلتے موسم

شاعری مجموعہ

فیصل عظیم قریشی

بہترین شاعری مجموعہ • رومانتی و جذباتی

دلوں کے اندر بدلتے موسم

فیصل عظیم فیصل

بے شک ہر اک امید کا مرکز وہ خدا ہے
امید کا رکھنا بھی مرے رب کی عطا ہے

بندے اسی خدا کے ہیں واعظ خدا نہیں
بخشش، کرم عطا کبھی اس کے سوا نہیں

توبہ

حیات اگرچہ مختصر ہے آدمی کی مگر
امید رب سے کرو تو بلا حساب کرو
یہ جان لو کہ فنا ہے فنا تو ہونی ہے
سوال رب سے کرو تو مری جناب کرو
اگرچہ ہم ہیں گنہ گار دنیاداری میں
رجوع از گنہ گاری برِ شباب کرو

دل

قربان ہوا حق پہ حسیں دل حسین کا
ملعون تا حشر ہوا قاتل کا سڑا دل

فرعون ہے نمرود ہے اس دل کی ضلالت
صدیق ہے فاروق ہے ایمان بھرا دل

عاجز یہ ہوا تو بنا اللہ کا ولی
ہو ذکر الٰہی سے جو معمور ترا دل

منصور بنا دے یہ اگر عشق میں گم ہو
ابلیس بنا دے گا تکبر سے بھرا دل

خوب صورت موسموں میں بارشیں نفاق کی

خوب صورت موسموں میں بارشیں نفاق کی
محوِ حیرت ہوں کہ پانی کس قدر بادل میں ہے

سوچتا ہے ہر کوئی محفل میں بیٹھا ہے عبث
میں ہوں بہتر مجھ سے بہتر کون اس منزل میں ہے

محفلیں چاہت سے پُر ہوں اور باتیں پیار کی
کون جانے کس قدر نفرت تمہارے دل میں ہے

یہ تو ممکن ہی نہیں ہے غیب ہم بھی جان لیں
آج دعوے علم کے، سب قبضہ جاہل میں ہے

گفتگو ہے گفتگو ہے خامشی ہر دل میں ہے
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

بد ظنی سے بچ کے رہنا رحمتوں کی آس پر
راہ چلنا ان ۞ کی جن ہر ادا کامل میں ہے

۞ مراد آقائے نامدار خاتم النبیین سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں

معراج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم

کہتے ہیں اسے سب کہ یہ معراج ہوئی تھی
واقف حقیقتوں سے کائنات ہوئی تھی

جب ہو گیا تھا وقت و مکاں دون تعلق
لمحوں میں وہ سالوں کی مسافات ہوئی تھی

امت کو نمازوں کا وہیں فرض ملا تھا
براق کی قسمت کی حسیں رات ہوئی تھی

وہ جگہ جہاں تک نہیں معلوم کہاں تک
اللہ کی محبوب سے کچھ بات ہوئی تھے

اس رات بہت دیر تلک بات ہوئی تھی
مخلوق کی خالق سے ملاقات ہوئی تھی

امت معصوم

کس طرح بیاں ہو کہ میری سوچ پریشاں
بس گھوم رہی ہے کہ یہاں گھوم رہی ہے

دستار کے پردے میں ہوس ناک ہیں واعظ
حق بات تو بازار میں مذموم رہی ہے

ہر سو یہ تماشا ہے یہاں چاک گریباں
مدہوش ہے رقصاں ہے جو مظلوم رہی ہے

امت کو ملے ہر جگہ فتنوں کے ہدایا
سمجھی نہیں اب بھی بڑی معصوم رہی ہے

ہر شخص جو اللہ کا لیئے نام ملے ہے
جنت کی تمنا میں اسے چوم رہی ہے

خاکم بدہن اب بھی اگر ہم نے نہ سمجھا
تقدیرِ امم سب کو یہ معلوم رہی ہے

لٹنا اسے مقبول ہے منظور ہے فیصل
تفریق شدہ امتِ معدوم رہی ہے

اچھی بری

اچھی بات یہاں تم رہتے اور مجھے مل جاتے ہو
اور بری سی بات یہاں کی روز بچھڑنا پڑتا ہے

اچھی بات محبت بھی ہے اور اسے جتلاتے ہو
اور بری سی بات ہماری روز مکرنا پڑتا ہے

اچھی بات کہ اچھے بھی ہو اور نظر بھی آتے ہو
اور بری سی بات تغافل بھی تو کرنا پڑتا ہے

اچھی بات تری چاہت میں فیصل یہ فرماتے ہیں
میری جان محبت میں ہر روز ہی مرنا پڑتا ہے

مجھ سے مجھ کو چھین لیا ہے

مجھ سے مجھ کو چھین لیا ہے

اور کہو تم کیا چاہو

میری روح تماشا کر دی

اور کہو تم کیا چاہو

پیار کا دھوکہ دے کر مجھکو

ناگوں والے جنگل جیسی

اس دنیا میں تنہا چھوڑا

اور کہو تم کیا چاہو

تیرے پیار میں ایسا گم ہوں

دنیا والے مجھ کو اب بھی

تیرا پاگل کہتے ہیں

اور کہو تم کیا چاہو

مجھ سے مجھ کو چھین لیا ہے

اور کہو تم کیا چاہو

لاہور

دیکھنے کی ہے خواہش آپ کو ہڑتال کی
آیئے لاہور میں ہڑتال دیکھا کیجئے
انکی ہڑتالیں بھی حضرت اسطرح کی ہو گئیں
جسطرح لنگر میں بٹتی دال دیکھا کیجئے
ڈھول بجتا ہے چراغاں میں مرے لاہور میں
اور رونق خوب مال و مال دیکھا کیجئے
کربلا گامے کی دیکھو اور دربار کا
اور لوہاری پٹھورے نال دیکھا کیجئے
گر دھرم پورے گئے اور گول گپے نہ ملے
جا کے پھر شاہ نور یخنی حال دیکھا کیجئے
آیئے پھجے کے پائے، اور نہاری "حاج" کی
جی حضوری باغ کے پنڈال دیکھا کیجئے
مسجد شاہی کے سائے میں ہے بازار گناہ
ظلم و مجبوری میں لتھڑی شال دیکھا کیجئے

پرویز مشرف

ساٹھ برس کا ملک ہمارا
فوجی لے گئے تینتیس سال
فوج ہماری سب سے اعلیٰ
قوم کا گرتا ہے مورال
آزادی نہ کوئی عدالت
ہونے والے ہیں نو سال
آٹا، بجلی جنس عدم ہیں
یہ بھی اس کی فوجی چال
چاچا جان وطن کی چھوڑو
بہت کمایا تم نے مال

یہ تحریر پرویز مشرف کے آخری دور کی ہے جب ملک میں دہشتگردی کا دور دورہ تھا اور عوام پریشان تھی

حالاتِ وطن

اب کہ خود سے فرار مانگے ہے

سوچ میں خلفشار مانگے ہے

یہ خزاں آ کے جم گئی ہے یہاں

ہر کوئی اب بہار مانگے ہے

پاک ملت کا حاکم ناپاک

دو کو کھائے ہے چار مانگے ہے

مولوی نام لے کے مولا کا

خودکشی کر کے نار مانگے ہے

اب تو فیصل عجیب راہوں پر

دودھ پینے کو مار ❂ مانگے ہے

❂ مار سے مراد سانپ ہے

یہ تحریر پرویز مشرف کے آخری دور کی ہے جب ملک میں دہشتگردی کا دور دورہ تھا اور عوام پریشان تھی

گم گشتہ پاکستان

روٹی کپڑا رہنے کو جگہ عزت سے ہماری عمر کٹے
یہ خواب نہیں حق اپنا ہے مانگیں کس سے حیران ہیں ہم
یہ ملک بنا آزاد ہوئے ہوتے ہی ہمارا باپ ✪ مرا
اقبال گئے جیناؒ بھی گئے مقتول لیاقت خان ہیں ہم
آئے ایسے لیڈر ہم میں جنھوں نے ہمیں پھر کاٹ دیا
لبریز شباب لٹا کھل کر برباد ہوئی مسکان ہیں ہم
ہم سارے ایک ہی وحدت ہیں لیکن اتنا تو سیکھ چکے
بلتی ہیں اور مہاجر ہیں۔ سندھی، پختونستان ہیں ہم
فرقوں میں بٹے صوبوں میں کٹے قانون شکن ظالم ہیرو
معصوم سرئیکی پٹی کے بے حق بے بس انسان ہیں ہم
خادم ہیں دین کے دہشت ہے فرقہ بندی ہتھیار بنا
پنجاب بلوچ کے جھگڑے میں گم گشتہ پاکستان ہیں ہم

✪ مراد بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح ہیں

قومی ہاضمہ

ہاضمہ کچھ عجیب پایا ہے
ہم نے یہ دیس لوٹ کھایا ہے
جب سے جمہوریت بلائی ہے
چور ہر بار لا بٹھایا ہے
کچھ تو لسانیت کے دل دادہ
کچھ کو ملا نے اب ڈرایا ہے
قوم محکوم ہو گئی ایسے
حاکموں نے یہ گھر جلایا ہے
فرد اقوام کا اثاثہ ہیں
یہ تو اقبال نے بتایا ہے
قوم و ملت کا شاعر مشرق
کچھ کتابوں میں ہم نے پایا ہے

حاجت

یہ جانتا ہوں کہ تم نہیں ہو
حیات من میں شریک میرے
اگر کبھی تم سمجھ سکو تو
سمجھ دکھانا طریق میرے
طویل عرصہ حیات میں سے
تمہیں دیا تھا فریق میرے
رحم دکھانا نہ ہمدرد ہونا
نہیں ہے حاجت رفیق میرے

انتظار

تم لوٹ کے آجاؤ

ہم انتظار میں ہیں

اب بات کرو ہم سے

ہم انتظار میں ہیں

جب عمر ختم ہو گی

ہم موت سے کہہ دیں گے

مت جان ہماری لو

ہم انتظار میں ہیں

پھر یہ نکلیں آنسو

سب لوگ کہیں گے یوں

تم لوٹ کے آجاؤ

ہم انتظار میں ہیں

آسان

اتنے برس کے بعد بچھڑنا
اتنا بھی آسان نہیں ہے

سانسوں سے خوشبو کا نکلنا
اتنا بھی آسان نہیں ہے

تم کو تیری باتیں بھولیں
اتنا بھی آسان نہیں ہے

تیرے بن تو زندہ ہوں میں
اتنا بھی آسان نہیں ہے

اعتبار

بنائے عمر میں گر اعتبار ہی کم ہو
شکستگی ہے مقدر تمہیں بتا دیں ہم

اگر یہ شک ہے مری چاہتیں بناوٹ ہیں
فصیل شک یہ عبث ہے اسے گرا دیں ہم

فضا میں ایک کدورت عجیب پھیلی ہے
لکیر شک نے بنا دی ہے جو مٹا دیں ہم

ہمارے دل میں محبت کا رنگ کیوں بدلا
ہزار رنگ کے چشمے ذرا اٹھا دیں ہم

چلو دیکھیں ہماری چاہتوں کا کون دشمن ہے
شکوک و شبہ کے بادل ذرا ہٹا دیں ہم

مجھے یقین ہے اب بھی تمہیں محبت ہے
یہ زندگی ابھی ممکن ہے اب دکھا دیں ہم

ممکن

مرے عزیز مرے ہمسفر مرے ساتھی
تمہارا ساتھ نبھاؤں کہاں یہ ممکن ہے

مری حیات بھی تیری طرح سے مشکل ہے
اسے میں سہل بناؤں کہاں یہ ممکن ہے

یہ سچ کہ تو مرا ساتھی ہے دوسری جانب
ندی کے پار میں آؤں کہاں یہ ممکن ہے

تڑپ تڑپ کے مری زیست ناتمام رہے
یہ باکمال بناؤں کہاں یہ ممکن ہے

تری حیات میں جو رنگ زندگی کے ہیں
مری حیات میں لاؤں کہاں یہ ممکن ہے

رفاقتیں ہیں مری زندگی میں کچھ پہلے
رفیق تجھ کو بناؤں کہاں یہ ممکن ہے

یہ زندگی کا سفر بھی عجیب ہے فیصل
میں تجھ سے ہاتھ چھڑاؤں کہاں یہ ممکن ہے

سزا

محبت ساتھ ہو تو زندگی بے حد حسیں ہو گی
مگر ساتھی کی نفرت موت کا سامان ہوتی ہے

وہی جو چاہتوں کو نفرتوں کی مار دیتی ہے
سبھی کہتے ہیں ایسی عورتِ نادان ہوتی ہے

مجھے افسوس اپنی چاہتوں کا کیوں ذرا ہو گا
تِری نفرت ہماری جان پر احسان ہوتی ہے

مرے مرنے پہ شاید آنکھ تیری ہی ذرا نم ہو
تو ایسی موت میرے درد کا درمان ہوتی ہے

مری روح شکستہ تم نے دیکھی ہی نہیں ابتک
بتا کیسے کہوں تجھ کو مری پہچان ہوتی ہے

چلو خود کو سزا دے دی ہمیشہ تجھ سے دوری کی
اگر ایسے تمہاری زندگی آسان ہوتی ہے

خود گوئی

کچھ باتیں میں خود ہی خود سے کر جاتا ہوں
کوئی نہ جانے ان کو اس سے گھبراتا ہوں

دور ہے منزل میں صحرا میں ننگے پاؤں
بس پاگل چلنے کی جرات کر جاتا ہوں

کاش کوئی ہمدرد زمانے میں مل جاتا
ہمدردوں کا سوچتے ہی میں ڈر جاتا ہوں

لوگ کہیں گے دہری سوچیں بے منزل ہیں
اسی سبب یہ باتیں خود سے کر پاتا ہوں

فیصل تیری سوچ پریشاں عمر تماشا
سچی بات ہے لیکن کہتے شرماتا ہوں

خود کو خود ہی جان بوجھ کر دھواں بنایا
سچائی کی آگ میں خود ہی مر جاتا ہوں

دائرے

گھپ اندھیرا اور جنگل، مَیں اکیلا ہی چلا
نور کی مدھم کرن کی آس میں چلتا رہا
لوگ کہتے تھے اندھیرے ختم ہو جائیں گے سو
خوش امیدی کا دیا میرے لئے جلتا رہا
آبلہ پاہُوں، نمی آنکھوں میں لے کر یاس کی
دل جگر جلتے تھے دونوں ہاتھ میں ملتا رہا
کب تلک کانٹوں پہ چلنا مجھ پہ فیصل فرض ہے
لوگ منزل پا گئے میرا سفر چلتا رہا
دوپہر کی رات بیتی تب کوئی رہبر ملا
پھر یہ جانا دائروں میں اب تلک چلتا رہا

تذکرے

تذکرے یار کے لوگوں سے نہیں ہم کرتے
لٹ گئے تب بھی کسی گھات کا حصہ نہ بنے

لوگ کہتے رہے "بے نام" جفا قاتل ہے
پھر بھی خاموش رہے بات کا حصہ نہ بنے

چشم نم ہے، بند کمرہ اور تکیئے کی تری
وہ ترے خواب مری رات کا حصہ نہ بنے

یہ تو معلوم ہے صحرا میں ترا ساتھ سراب
پھر بھی ہم تشنگیٔ جذبات کا حصہ نہ بنے

دوری

دوری ہے اور تجھ سے طبیعت اداس ہے
لگتا ہے یوں کہ اب تو میرے آس پاس ہے

روح و بدن میں ایک عجب کشمکش رہی
تو پاس ہے بھی اور نہیں، دل اداس ہے

بیٹے ہیں چند دن یہ مرے تجھ سے دور جو
بتلا کہاں یہ ماہ و برس مجھ کو راس ہے

سنتے ہیں مئے پئیں گے تجھے بھول جائیں گے
مجھ کو نہیں ہے مئے کی طلب تیری پیاس ہے

دوری ہے قید و بند و اذیت دماغ کی
تیرے سوا کوئی نہ مرا غم شناس ہے

کہانی

کہانی تو ہماری ہے ذرا ان کی زبانی ہے
کوئی جھگڑا نہیں شاید ہماری بدگمانی ہے

یہ دونوں ہی نرالے ہیں کسی کو بیچ میں رکھ کر
ذرا دب کر ذرا جھک کر کوئی راضی نہیں مانے

کہ دونوں کے اصولوں پر نہیں ممکن گوارا ہو
کسی کا بھی دخل دینا یا ثالث ہی بنالینا

اکیلی جاں ہمیشہ سے اکیلی تھی اکیلی ہے
اسی رستے پہ شاید آج بھی اٹکن نکیلی ہے

رنگ

خوف مجبوری انا نفرت محبت کا خمار
لب کی لرزن کے یہ کتنے رنگ ہم دیکھا کیے

مال عزت شہرتوں کی بھوک میں بے تاب سے
لوٹنے لٹنے کے کتنے ڈھنگ ہم دیکھا کیے

طاقتیں بھی طاقتوں کے در پہ سجدہ ریز ہیں
دولتوں کو دولتوں کے سنگ ہم دیکھا کیے

موت کی لیکن فرارے عزت و ناموس بھی
ہارتے کمزور حق کو جنگ ہم دیکھا کیے

گو کہ اب تک خواب ہے کمزور طاقتور بنے
پھر بھی ایسا خواب شوخ و شنگ ہم دیکھا کیے

روشنی

موت مظلوم کا مقدر ہے
چشم ظالم تو نم نہیں ہوتی

دست بستہ ہزار سالوں کی
قید دینی کرم نہیں ہوتی

کور چشموں کو آنکھ دینے سے
روشنی ایک دم نہیں ہوتی

ان کی دنیا میں رنگ آتے ہیں
اور یہ کم بھی کم نہیں ہوتی

جتنے چاہے دبیز ہوں سائے
ان کے ہونے سے کم نہیں ہوتی

لڑکیاں

ٹوٹ کر چاہتی ہیں بابا کو
اس لیے روٹھ روٹھ جاتی ہیں

ماں کی آنکھوں کا نور ہوتی ہیں
اس لیے گھر میں جگمگاتی ہیں

بھائیوں کا غرور ہوتی ہیں
ان کو اس واسطے ستاتی ہیں

اپنی خواہش ہے آخری انکی
اس لیے سب سے یہ چھپاتی ہیں

لڑکیاں نازک مزاج ہوتی ہیں
اس لیئے ٹوٹ ٹوٹ جاتی ہیں

زندگی

تو ساتھ ہے میرے صنم تمہارا ساتھ زندگی
جو کٹ رہی تھی بن تیرے بڑی اداس زندگی
اداسیاں مری بھی تھیں اداسیاں تری بھی تھیں
یہ دور ہو چکی ہیں سب آ میرے پاس زندگی
مجھے امید تک نہ تھی سمندروں میں یاس کے
تمھارے ہاتھ سے مٹے مری یہ پیاس زندگی
تجھی کو دیکھ کر مجھے لگی ہے آس زندگی
امید نو تمہی تو ہو نوید خاص زندگی

انکار

وہی لمحے وہی رونق وہی زندہ دلی میری

بھری محفل میں تو اب بھی میرے دل میں سمایا ہے

وہی خوشیاں وہی جذبے وہی سوچیں ہیں تمہاری

صنم میں نے تمہیں اب ہی بھری محفل میں پایا ہے

تمھارے عشق کی ہم کو وہی ہے جان جاں حسرت

یہ مجھ میں نوجوانوں کا سا دم خم لوٹ آیا ہے

وہی دل ہے وہی دن ہیں وہی انسان وہی رشتے

تیرے اقرار کی خاطر یہ سب میں نے منگایا ہے

وہی گھڑیاں وہی تارے وہی تیور ہیں تمھارے

تیرے انکار کو سن کر کہ فیصل مسکرایا ہے

وہی میں ہوں، وہی تو ہے، وہی شب ہے وہی محفل

مگر اس آج کی محفل میں تو نے سب گنوایا ہے

پرانی نسلو، جو نسل نو ہے اسے سمجھنا محال ہو گا
الجھ گئے ہیں خیال اس کے انہیں سلجھنا محال ہو گا
تم ان کی آنکھوں میں خواب بھر دو جو خواب کل کا عظیم تر ہو
تو دیکھنا دم بدم سے ان کے طلوع روشن جمال ہو گا

فضائیں بارود سونگھتی ہیں ہوا میں آنسو بکھر رہے ہیں
دکھاؤ ہم کو وہ اپنا تحفہ نظر میں انکی سوال ہو گا
جو تم نے کچھ بھی کیا نہ اب بھی تو دو کھنا دم بدم دھماکے
لہو کی رنگت لبوں پہ ہو گی دلوں کے اندر جلال ہو گا

ہماری عمروں کی جو کمائی ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے
ہمیں نہ رستہ دکھاؤ گے تو تمہارا جینا محال ہو گا
ہماری سوچیں بکھر گئی ہیں اسی سیاست کی آندھیوں میں
یہ بکھری سوچیں ہیں جسکی ساتھ وہ شخص زندہ سوال ہو گا

نہیں خیالوں کی زندگی میں حقیقتوں کا کریہہ منظر
شکم میں گر بھوک ناچتی ہو کہاں پہ تیرا کمال ہو گا
بتاؤ ہم کو پرانی نسلو ہمارا جرم عظیم کیا ہے
ہمارا رستہ دکھاؤ سیدھا وگرنہ پھر نہ سنبھال ہو گا

✪ یہ نظم 1995 میں لکھی گئی تھی آج بھی ویسے ہی متعلقہ ہے

خیالات بے مہار

دسمبر

دسمبر کیوں نہیں دکھتا
کسی کی آنکھ میں دیکھو
زمانے بھر کی خنکی ہے
کہیں بے روک بارش ہے
اگر نظروں میں طاقت ہے
دسمبر دکھ ہی جائے گا
محبت کی جو چاہت ہے
دسمبر دکھ ہی جائے گا
مجھے تو سال بھر ہر جا
دسمبر سا ہی دکھتا ہے

وعدے

رات کے پہلے پہر سردیوں کے کہرے میں

سنسان راہوں پر

کوشش کروں اس کو شاید میں مل پاؤں

کچھ ساتھ چل پاؤں

یہ سوچ کر نکلا لیکن کہیں پر

میری جبیں پر

وہ خط نہیں تھا کہ جس کی منزل وہ ہمسفر تھا

میں رات بھر یونہی چلتا رہا اور جلتا رہا

مجھے ملا وہ سحر سے پہلے

ذرا سا باقی سفر ہے دیکھو

ملے ہو ساتھی تو بن ہی جاؤ

وہ ہنس پڑا تھا کہ میرا کہنا بہت بڑا تھا

جواب اس نے مجھے دیا تھا

جو اگلی شب کو ملیں گے ہم تو

سفر اکٹھے کیا کریں گے

پھر اسکے وعدے پہ کتنی شامیں
گزر گئی تھیں
مگر مجھے وہ نہیں ملا تھا نہیں ملا تھا
کہیں بھی ہمدم نہیں ملا تھا

ویران

دفتر بیٹھا سوچ رہا ہوں
میں نے تم بن چائے پی لی
ٹھنڈی شربت چائے بالکل
تیری یادوں جیسی ہے
کاغذ سارے بکھر گئے ہیں
ٹیبل بے ترتیب ہوئی ہے
پھر بھی ایسا لگتا مجھ کو
پاس کہیں تم بیٹھی ہو
سوچ ذرا سی بکھر گئی ہے
تم سے دور ہوئے تو جانا
سچ میں تم بن دنیا خالی
آنکھ نمی سے شاید بچ لے
لیکن دل ویران ہوا ہے
سچ میں دل ویران ہوا ہے

بیگم

دفتر سے میں نکل رہا ہوں
کدھر چلا ہوں کس کی خاطر
بھرا ہوا یہ شہر تمہارا
تم بن سونا سونا ہے
گاڑی میں بیٹھوں تو تم ہو
باہر نکلوں تو بھی تم ہو
سونا مشکل ہو جاتا ہے
چلنا مشکل ہو جاتا ہے
تم بن دفتر بوجھل بوجھل
تم بن گھر بھی کیسا گھر ہے
بیگم سچی بات کہوں میں
تم بن فیصل آدھا ہے

احساس

مجھ کو یہ احساس ہوا ہے

میری سوچ کے ہر پرتو پر

تیری چھاپ ہے کتنی گہری

گھر آنگن سنسان ہوا ہے

دل میرا شمشان ہوا ہے

جب تم میرے پاس نہیں ہو

مجھ کو یہ احساس ہوا ہے

تم بن گھڑیاں کیسے بیتیں

تم بن کھانا پینا مشکل

تم بن دنیا ہے پردیس

تم بن میرا دل انجان

آؤ کاٹیں مل جل کر ہم

ان پردیسی لمحوں کو

آج مجھے احساس ہوا ہے

تم بن میری دنیا سونی

تم بن میں کاغذ کا ٹکڑا

تیز ہوا میں اڑتا اڑتا

دور کہیں جا گرتا ہوں

اور یہی کہہ پاتا ہوں

تم بن میری دنیا سونی

جب تم میرے پاس نہیں ہو

فوجی

ہم پھر ملنے والے ہیں

لیکن اب کے وصل کا موسم تھوڑا ہو گا

اپنے گلشن کے اکلوتے پھول کو رکھنا

احتیاط سے اسے بتانا

تیرے پاپا دیس کی خاطر چلے گئے ہیں

دور یہاں سے بہت زیادہ

آج ہمیں ایسا لگتا ہے پاس نہیں ہیں

لیکن ایسی بات نہیں ہے

آپ کے پاپا یہیں کہیں ہیں

پاک وطن کو لہو کی حاجت ہوا کیئے تھی

اسی لیئے تمہارے پاپا نکل گئے تھے

کچھ دہشت کے چیلوں سے یہ ملک بچانے

ملک ہمارا جس کی خاطر

اللہ نے ہر دور میں بیٹے عطا کیئے ہیں

پاک وطن کی خاک پہ واری

روح ہماری جان ہماری

اللہ رکھنا اس کو آمن

کیونکہ اس سے اس دنیا میں

زندہ ہے پہچان ہماری

روح ہے پاکستان ہماری

سال نو

نئے سال کے پہلے دن
صبح سویرے جب تم جاگو
اٹھنا تیرا خوش خوش سا ہو
رنگ دھنک کا تم پر چھائے
گئے سال کی ہر ان چاہی
آنے والا سال بچائے
تیری سوچ میں جو خواہش ہے
اللہ اگلے سال ملائے
ان سے جن سے تیرا جھگڑا
اللہ ان سے صلح کرائے
یہ جان لینا تمہاری خاطر
کوئی ہے اپنے ہاتھ اٹھائے
خدائے سبحان تم کو اپنی امان دے دے
وہ ہر خوشی جو تمہارا حق ہے تمہیں ملائے

عمر کا جتنا سفر ہے باقی ترے سفر میں

ہر ایک پل رب ہو تجھ سے راضی

ہر ایک پل تیری زندگی کا نجات پائے

سبھی دکھوں سے سبھی غموں سے

اندھیری راتوں کے رت جگوں سے

میری خدا سے یہی ہے التجا خدایا

سبھی کو اپنی پناہ دینا سبھی دکھوں سے

سبھی اندھیروں سے ظلمتوں سے

میرے خدایا سبھی کو اپنی پناہ دینا

غرور و نفرت، ضلالتوں سے

میرے خدایا سبھی کو دینا تیرے ہدایا ہدایتوں کے

تمہیں بھی اتنا کہوں کہ سمجھو

خدا سے مانگو اور اسکے در پر سوال کرنا

اسی کی خاطر کرو محبت اسی کی خاطر قتال کرنا

مگر کبھی بھی حدود رب کو نہ کم سمجھ کر پامال کرنا

خدا سے ڈرنا اسی سے اپنے سوال کرنا

حبیب رب سے کرو محبت سبھی سے بڑھ کے

مگر خدا سے بڑھے محبت کبھی نہ ایسی مجال کرنا

اسی طرح سے شروع اپنا یہ سال کرنا

یہ سال کرنا

مجھے تم یاد مت کرنا

کبھی میں یاد آؤں تو
مجھے تم یاد مت کرنا
میری ہر سخت گوئی کو
میری ہر بے وفائی کو
نگاہوں میں بسا لینا
میری جو اچھی باتیں تھیں
انہیں تم بس بھلا دینا
مجھے ہر گز کسی اچھی کسی اپنائیت والی
تمہاری یاد میں رہنے کا حق ہو
میں نہ چاہوں گا
مگر تم یاد کر مجھ کو
غزالی نم سی آنکھوں سے
زمیں کو دیکھ کر اپنے
حسین و خوبرو پاؤں

کے انگوچھے سے کچھ کھرچو

کبھی ایسا نہ چاہوں گا

اسی خاطر تمہیں کہتا ہوں

مجھے تم ہی بھلا دینا

کبھی میں یاد آؤں تو

مجھے تم یاد مت کرنا

نفرت ا

تیری نفرت کے مینارے
یہ مایوسی کے انگارے
محبت کے سمندر میں
الٹ کر ڈوب جائیں گے
جنہیں تم نفرتیں سمجھو
وہی ہیں خواہشیں تیری
انہی چاہت کی لہروں میں
تمہاری نفرتیں گھل کر
تہوں میں ڈوب جائیں گی

نفرت ۲

نفرت کتنی اچھی ہے
جینے کا مقصد بنتی ہے
نفرت کرنے والے اچھے
نفرت جن سے وہ بھی اچھے
ایسی نفرت کیسی نفرت
نفرت تو اک جذبہ ہے
جذبوں سے نفرت کا کیا
جب تک نفرت کو نہ جانو
چاہت میں ڈوبو گے کیا
نفرت چاہت کا سایہ ہے
سائے سے نفرت کا کیا

تماشا

اک دن جامن کی چھاؤں میں
مل بیٹھے تھے تم اور میں
اس دن بادل خوب تھا برسا
اور بارش بھی خوب ہوئی
تیرا مجھ کو اتنا کہنا
بس فیصل اب گھر کو چلیں
میرا اایک بہانہ رکھنا
بارش تو رک لینے دو، بادل تو چھٹ لینے دو
یاد مجھے ہیں اب تک جاناں، روشن لمحے
بیت گئے جو سنگ تیرے
پھر ان سارے لمحوں کو
تم نے ہی مسمار کیا، برباد کیا
تب وہ لمحے ناگ بنے تھے
میری روح تماشا بن کر
ان ناگوں کے گھیرے میں تھی

دلوں کے اندر

دلوں کے اندر
بدلتے موسم بدل بدل کر بدل رہے ہیں
ابھی یہ موسم بہار کا ہے
گلاب ہر سو ہی کھل رہے ہیں
دلوں سے دل جیسے مل رہے ہیں
یہ دیکھ گرمی بھی آگئی ہے
تمام پھولوں یہ دیکھ لو تم
شگفتگی تھی کہاں گئی ہے
یہ گرم موسم یہ لو کے تھپڑ
ہوا کے اندر بہت سی خشکی
زمیں دل پر محبّتوں کی
فصل کے اندر سما رہی ہے
یہ اس فصل کو جو دیکھ پاؤ
بے درد ہو کر جلا رہی ہے
پھر ایک دم سے

یہ رت سی بدلی

دلوں کے اندر

محبّتوں کی فصل کے پودے

جو جل چکے تھے

یہ کس طرح کی خزاں ہے آئی

جو ان کو فورا گرا رہی ہے

مجھے یہ آیندہ کل سے دیکھو

بہت زیادہ ڈرا رہی ہے

میں پھر بھی اپنی مسافتوں پر کھڑا ہوا ہوں

خیال راتیں سراب راہیں

لہو کا موسم امید سانسیں

وہ آئے گا کل جو کل ہے روشن

کبھی تو میں اس کی صبح دیکھوں

پھر ایک دم سے مہیب سردی

خزاں کو روندے یوں آ رہی ہے

اسی نے میرے خزاں رسیدہ ستم گزیدہ

غریب دل میں برف سی بھر دی

تمہیں بتاؤں یہ سچ ہے جانا

تیری محبّت کی شمع پھر بھی

یوں جل رہی تھی مچل رہی تھی

اور اسکی لو سے

یہ روح میری پگھل رہی تھی

پھر ایک دن اس طرح سے سورج کو میں نے دیکھا

ہوائیں مہکی تھیں ایسے بہار آئی ہوئی ہو جیسے

کہ جس طرح سے

دلوں کے اندر

بدلتے موسم بدل بدل کر بدل رہے ہیں

وہ

عشق محبّت کرنا جیسے
آنکھوں میں تکلیف
اس کو یاد کیئیے جانا ہے
اپنے دل کی ریت
سحر کا تارا اس کا چہرہ
باتوں میں سنگیت
نام نہ پوچھو اس ظالم کا
وہ ہے اپنا میت

باب

مجھے آج پھر سے نہ یاد آ

ذرا خود سے اتنا سوال کر

جو کتاب ہے تری عمر کی

مرا اس میں کونسا باب ہے

قسمت

دل کی پامالی ہو یا پھر آنکھیں سُوج نشیلی ہوں
نزع کے عالم میں بھی تیری یادیں خوب رسیلی ہوں
جسم میں خون کی مانند چلنا تیری قسمت بن جائے
میری یاد تجھے جب آئے تیری آنکھیں گیلی ہوں

پیاس

الجھنون کو سلجھنوں کی آس دیتے جایئے
سہموں کو اک چاہت بھرا احساس دیتے جایئے
اک سمندر پی لیا ہے پھر بھی کچھ کم نہ ہوئی
آپ پیاسے کیوں رہیں یہ پیاس دیتے جایئے

سراب

رشتے ناطے ضرورتوں کے سراب
اس لیئے لوگ بھول جاتے ہیں
جانے والے کو بھول کر سارے
پھر نئی "محفلاں" سجاتے ہیں

گند

کب تک چیخیں ہم اور تم
کب تک رونا روئیں گے
ساٹھ برس سے پھیلا گند
ہم ہی اس کو دھوئیں گے

مسیحا

مسیحا کہاں کون آئے گا ہم میں
ہمیں عادتیں ظلم سہنے کی اچھی
سیاست عدالت شرافت ندارد
یہ باتیں کتابوں میں کہنے کی اچھی

مرکز

عجب یہ موسم اداسیوں کا
میری جبیں پر سوار بیٹھا
نہ کوئی چاہے مجھے یہاں پر
میں اپنی بازی تو ہار بیٹھا
وہ جس کو مرکز کہا تھا میں نے
وہی ہے جو مجھ کو مار بیٹھا

وساوس

دوستوں سے جو دور ہوتے ہیں
وہ ادھورے ضرور ہوتے ہیں
آپ سے دور اور ہم جائیں
یہ وساوس حضور ہوتے ہیں

آقا

کتنی مائیں ہم نے بیچی "آقا" کے فرمانے پر
کتنوں کو جیلوں میں ڈالا حق کی بات سنانے پر
آزادی کا جشن منائیں، ہم تم پاکستانی ہیں
دنیا پر آنے سے پہلے اپنے مر مر جانے پر؟

کیسے

اتنے برس کے بعد ملے ہو
کیونکر بالکل ویسے ہو
خاموشی سے دور ہو بیٹھے
آؤ، بتلاؤ، کیسے ہو

متفرقات

ارشاد کئے جائیں گے لیکن یہ بتانا
ایسے رہی محفل تو شمع کون بنے گا

ممتاز اگر یاد میں رہتی ہے تمہارے
اک تاج محل اس کو بنادو ذرا پیارے

گھر کا رخ تک نہیں کیا ہم نے
اب تلک دیس میں بدیسی ہیں

جب ملو مسکرا کے ملتے ہو
اپنے سب دکھ چھپا کے ملتے ہو
دور اس سے نفاق ہوتا ہے
جب کبھی دل ملا کے ملتے ہو

دل بہلنے کو محفلیں سجتی

زہر پی پی کے رات کٹتی ہے

محفلیں "یار" کے بنا سونی

عقل یاراں اسی پہ "سٹتی" ہے

اس کا جاں سے جانا فیصل ہر گز بھی بیکار نہیں

دیکھو ایک ذرا سی جان، جا کر تجھ کو یاد رہی

وہی بارش ہوا کرے گی یہاں

وہی بادل گرج گرج برسیں

کھانا پینا اور سو رہنا
اور پھر کچھ نہیں ہوا کہنا
آج کے نوجواں عظیم ہوئے
خواب کی جنتوں میں گم رہنا

یہ بات اپنی بیگم کو کیسے بتانی
اسی خوف سے یاد آتی ہے نانی
کہ شاہ و گدا کیا کنیز اور ملکہ
کہیں چاکری ہے کہیں حکمرانی

آپ کی محبت ہے اور لوگ کہتے ہیں
دیکھ لو یہاں آیا یہ کہاں سے دیوانہ

زندگی شور سے عبارت ہے
ابن آدم سکوں کہاں پائے

آج پھر کشمکش نے گھیرا ہے
تجھ کو بھولوں تو کسطرح بھولوں

ہجر کو وصل کی چاہت ہوتی
وصل میں جذب کی راحت ہوتی
شکوہ گردش ایام مگر کر کے بھی
آپ آئے تو کہاں اور وضاحت ہوتی

یہ دن بدن تری رنگت خفیف کیونکر ہے
مجھے یہ شک ہے کہ ہم پھر بچھڑنے والے ہیں

اگئے پھر سے یہاں آج مگر چونک گئے
کوئی آیا نہ کیا ہے کہ یہاں کوئی نہیں

واقعی دن ہے روشنی سے بھرا
رات سے ہم بھی آنکھ کھولے ہیں

در حقیقت تو ہم اکیلے ہیں
اور تم پاس پاس ہو شاید

آج ہمارے بیت گئے ہیں

کچھ گھنٹے پھر تیرے بن

دور ہوئے جو صدیاں بیتیں

لوگ کہیں ان کو کچھ دن

موت کے جیسی خاموشی ہے

جب تم میرے پاس نہیں ہو

نظر یاراں سے اب گلہ کرنا

دل کی رہبانیت پہ بھاری ہے

خوب رخسار و تل کی بات کہی
آپ نے گُل سے گِل کی بات کہی
کچھ تو مسکا کے شعر لکھ ڈالا
اس قرینے سے دل کی بات کہی

ان کی سب داستاں پرانی تھی
اور سوچوں میں اک روانی تھی
بات سے بات جب کہ چل نکلی
کہنے والی بھی اپنی نانی تھی

ہائے انداز تخاطب ان کا، آپ نے ان سے کہا
کچھ ہمیں سکھلایئے، ہم بھی کریں کچھ ہاؤہا

ہم نہیں، چاہتیں بلاتی ہیں
آپ رک پائیں تو رکا کیجئے

جب بھی آتا ہوں اوس کی محفل
خود کو بھولا ہوا سا لگتا ہوں

محفلیں تھیں جو رونقوں والی
آج مجھ کو عجیب لگتی ہیں

وقت کی کمی ہو گی اور لوگ آئیں گے

وہ مزار پر آ کر اک دیا جلائیں گے

تم کہاں پہ جا بیٹھے، محور محبت تھے

کس سے ہم لڑیں ہر دم کون اب منائیں گے

عمر عزیز اصل میں ہر دم کمی پذیر

ہاں ہم شبہیہ ذات میں ظاہر نہیں ہوئے

گر تم نہ خود پسند ہوئے تو مرے عزیز

دنیا سے کہاں چاہ کی امید کرو گے

آج کل ہم اداس رہتے ہیں

اور کچھ آس پاس رہتے ہیں

عمر جنکو تھی ہم نے دے ڈالی

ان کے چر کے ہی پاس رہتے ہیں

اللہ نہ کرے کوئی بھی اس راہ سے گزرے

ہو جسکی منازل میں بیابانِ وہجر و غم

ابتک مجھے یقین نہیں ہے کہ تم نہیں

میری حیات رائیگاں میں آج ہم سفر

محبت کر رہا ہوں

اسی سے ڈر رہا ہوں

محبت موت بھی ہے

میں شاید مر رہا ہوں

جان بہاراں کے لیے حاضر ہے دل جان و جگر

مغلوبِ غالب ہو تو ہو تیشہ دہن - رب کی پناہ

الحمد - زن گل گو ملی جانا کہ الفت کون ہے

اب جو نہیں اپنی رہی اسکا خدا رکھے بھرم

آپ کی گفتگو مٹھائی ہے
خوب چینی ہمیں کھلائی ہے
چین کی چینیاں وہیں رکھیں
بوریاں کھانڈ ہند سے آئی ہے

مجھے لگتا ہے یہ بستی بہت ہی تنگ بستی ہے
جہاں دن رات ہر نکڑ خیانت یوں برستی ہے
کہ جیسے گرمیوں میں بارشوں سے زندگی برسے
یہاں زندہ نہیں زندہ یہاں پر موت سستی ہے

شاید مری حیات میں رنگین کچھ نہیں
ہاں سچ ہے تیری یاد سے سنگین کچھ نہیں

یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں اقبال کی باتیں کرتے ہیں
لیکن جب بات عمل کی ہو تو آ-با-شائیں کرتے ہیں
سچ کہتا ہوں ہم سارے ہی باتوں کے مجاہد بنتے ہیں
شمشیر و سناں کی باتیں بھی ہم دائیں بائیں کرتے ہیں
اب قوم مری، ملا، حاکم، عادل کی جنگ میں الجھی ہے
سر پر آیا فتنوں کا زمن یہ شوخ ادائیں کرتے ہیں

ہو جس کی ماں گھنے جنگل میں گم شدہ پھرتی
وہ ماں کو بھول کے کس طرح جشن میں گم ہو

مہذب بستیوں کی بات کرنا
مرے بھائی ہمیں زیبا نہیں ہے

بھات ہے چاول اور کرنسی
بھات کے پتے دوا بنائیں
بھات بہانے بج گئی بنسی
اب ان کو کیسے سمجھائیں
رنگٹ، بھات، روپیہ، پیسو
روبل، ڈالر، درہم آئیں
آؤ مل کر چائے پی کر
اس جھگڑے کو ختم کرائیں
بھات پہ لکھی قسمت باتیں
ہندو جوگی سب بت لائیں
دال بھات کھانے والوں سے
کوئی پوچھے بھات کہاں ہے

وہ عشق جس کا ہو آغاز بر سر بازار
وہ عشق تجھ کو رلا کے بھی تھم گیا ہو گا

مجھے قسم ہے تیرے عشق باکمال کی اب
تم جان بھی مانگو گے تو انکار نہ ہو گا

عشق کہتے ہیں جسے تھم نہیں سکتا چنداں
یہ تو تم کو بھی بنادے کارئیسِ رنداں
ہاتھ میں خمر رہے نظر میں ہو گھر زنداں
پاس ہے موت کھڑی پھر بھی ہے دیکھو خنداں

چلی یاں تو بات تھی عشق کی مر اراز "راز" رہا نہیں
میں رہا ہوں ازل سے "نامراد" کبھی "سرفراز" رہا نہیں

یقیں ہے مجھ کو محبت نہیں تجارت ہے
چھپی ہو غرض محبت جواب میں جس کے

یہ اسقدر نہ تھا مشکل کہ بنتے آج ہم پھکڑ
ہواؤں کا تماشا تھا نہ کوئی بھی نیا جھکڑ

شکوے کرنا حق ہے لیکن شکووں میں تمازت مت لانا
کندھوں پہ اگر کچھ بھی نہ رہے پھر بھی تم دور نہیں جانا

جا رہی تھی تو چلی جاتی بھلا میکے ضرور
پھر یہ بچے چھوڑ کر جانے ضد کیوں جان جاں
آٹھ بچے اور گھر کی ہر ضرورت الحفیظ
بن کے بارش آرزو پر خوب برسے والاماں

سیخ پا ہو کر جو بولیں نصف بہتر خوب ہے
جا رہی ہوں آج میکے تم اکیلے خوش رہو

پھول خوشبو سفیر چاہت کے
خواب تو ہیں سراب راحت کے

سفر حیات کا اتنا بھی کہاں مشکل تھا
پلک جھپک بھی گئی عمر بھی تمام ہوئی

تخلیہ کہتے ہی سونی محفلیں سب ہو گئیں
دل کے اندر شور و غوغا سا کہاں سے آ گیا

رہے آنچ نفرتوں کی جلے آگ سازشوں کی
میرا رقص چاہتیں ہیں یہی فاتح زمانہ

تیری یادوں کی خوشبو سے معطر

یہ راہیں پھیلتی ہی جا رہی ہیں

کہیں نفرت کا کوئی شائبہ ہو

یہاں ممکن نہیں فرما رہی ہیں

کون کہتا ہے پاک دامن محبت ہے گنہ گاری

محبت کرنے والے عشق میں مصلوب ہوتے ہیں

نفرت آدھا کر دیتی ہے

چاہت اس کو بھر دیتی ہے

نفرت ایک ادھورا پن ہے

جسے مکمل کر دیتی ہے

نفرتوں سے کے حاصل

چاہتوں کو پھیلاؤ

جو بھی دور رہتا ہے

دل قریب لے آؤ

نفرت سے اب نفرت کرنا ہم بھی سیکھیں گے

چاہت کی چاہت میں رہنا ہم بھی سیکھیں گے

دل شاد رہو مضبوط رہو یہ اپنے آنسو پی جاؤ

دنیا کے ہر ک ظلم کو سہنا ہم بھی سیکھیں گے

محبت روشنی سے خوب لیکن
مرا مسکن ازل سے ہیں اندھیرے

ذکر ہو محفل میں تیرا یار خوبی سے سدا
ذکر سے بدر جہا بہتر تمہارا ساتھ ہے

رنگ محفل ہے روشنی جیسا
روشنی سے خفا نہیں ہوتے
اب چراغوں کو ڈھونڈنے والے
تم سے عاشق ہوا نہیں ہوتے

شرم ساری علامت نرم دل کی
بھرم بازی کہاں جانے تواضع

پنجابی کلام

کھیڈ بنایا قوم دی قسمت
کھیڈن طاقتاں والے
ایہناں دیاں تنخواہواں لکھاں
قوم دے لگدے سالے
آپے لڑنا آپے مرنا آپے ملک بنانا
یوسف فیصل اکبر اختر
سب نیلے سب کالے
چنگے بنیئے اپنی تھاں تے
توں میں کرماں والے
سارے آسیں ملک دے مالک
کرتوت اساں دے کالے
سردی گرمی چوری توکھا
میم منافق فرقیاں والے
قوم دی قسمت ساڈے ہتھیں
آجا ملک بچالے سجنا اپنا ملک بچالے

جنگل بیلا شہر دا میلہ گاف گواچی گاں

بولی اپنی بھل گئے یاروے پر دیس داناں

دیسوں نت پر دیسی ہویا گھنڑے رکھ زمین

ڈنگر رل گئے پیلی اجڑی گھر نہ بولے کاں

یوسف ویرا کھسرے جمن جیس وی ٹبر ہاں

مر گیا ابا ویرتے ویہڑا نالے مر گئی ماں

ظالم لوکی اپنے ظالم جین نہ دیندے سو

روٹی کپڑا دور دی گل اے کھچ لیندے نے ساہ

ایس قوم نوں لارے لبھدے نیں
ایہہ قوم بھلیکھے پال دی اے
ایہہ گرمیاں ٹھنڈی چھاں لبھے
ایہہ منگدی دھپ سیال دی اے
خود آپ نوں عالم سمجھ کرے
عالم دی طلب بس مال دی اے
ایہہ آکھے نیک ملے حاکم
بس اپنڑے آپ نوں ٹال دی اے
چاہوا ں تے چاہ ملائی اے
چھگ نالے گنداںال دی اے
ددھ ور گے پنج جدوں منگے
سوچے اپنڑے اعمال دی ایہہ

جے کر بانگاں سن سکدے ساں

رب دے بوہے جاڈگ پیندے

بھلا بھلے ول سدے سانوں

اسیں نمانڑے بھلی بیہندے

دے دے اکھاں وچ گھسن

چک چک جھولی سارے کیہندے

رب اپنڑے توں میٹ کے اکھاں

اپنڑی آ کڑ چمدے ریہندے

ربا رحمت کر ساڈے تے

عمراں لنگھیاں دکھاں سیہندے

جے کر بانگاں سن سکدے ساں

رب دے بوہے جاڈگ پیندے

جثہ مٹیوں مٹی ہونا۔ کاہدی کِرڑ

دو گز تھلے جا کے سوناں۔ کاہدی کِرڑ

بول بلانی میل ملاپاں نسلاں جانڑاں

جانڑ لیا تے رو رو مر جاں۔ کاہدی کِرڑ

بندے بھکھے ننگے پھر دے

اکھاں شر موں ننگیاں ہویاں۔ کاہدی کِرڑ

اے اپنی دھی نو ہتھیں مار مکایا

چار رپئیے لبھن پا ہروں۔ کاہدی کِرڑ

سدا دے آسیں گلاں دے گالہڑ آہو جی

پنڈ نمانڑی پھکھی سوں گئی کاہدی کِرڑ

ساری دنیا دے خبر یلے چتر اسی ہاں

ساڈی دنیا آسیں لٹ لئی۔ کاہدی کِرڑ

رزق کماون نکل سویلے اینا کر

رزق کماویں تیرے وس دی گل نئیں

مالک مرضی روٹی لبھدی نیت رکھ

تینوں بندہ بنڑن داہالے ول نئیں

دینداا وہو تیری کوشش کرن داراہ

جنہوں سارے کہن توفیقاں۔ہل نئیں

بوٹے پیلی پہن پہراء تے بیلی تیرے

ایہہ سارے وی رزق نیں تیرا کل نئیں

یارااوہدی ونڈ نو سمجھیں جانڑ سکیں

اوس دے اگے دینا دی وی چل نئیں

پکیاں گلیاں کھمبے لا دئے

نالی۔ نالہ۔ گیس۔ لوادئے

میرا۔۔ پتر۔۔ باراں۔۔ پڑھیا

اوہنوں نوکری بنڑوادئے

ووٹ۔ دیاں۔ گا اوہ نوں مترا

بھانویں ملک دی پھیتی لاہ دئے

اوہ– قانون– بنڑا– ونڑ– والا

آپے چور تے ٹھگ پھجہا دئے

اوہ– قانون– بنڑاوے– توڑے

تھانڑے۔ دار۔ میرا بدلا دئے

پکیاں گلیاں کھمبے نالی

جیہندا کم اوہ خلع کرا دئے

فیر وی آسیں منگیئے حاکم

پاکستان نوں ٹھیک چلا دئے

فیصل ساڈی قوم اے چوڈ ڈوہ

چور نوں حاکم آپ بنڑا دئے

بڑے دنڑاں توں دل اساڈا ویہلا جیہا پے غیا

ڈاکو بنیا حاکم ساڈا چور مسیتے بیہہ غیا

رونڑا اپنڑا پا کے آپے کرسی اتوں لاہیا سی

ویکھو گنجا وڈا چھوٹا فیر حکومت لے غیا

جیہڑا آوے ملک دی سیوا کرنے ساں پر لاہ دتا

متھے اتے چ لخیا اے قوم نوں پاغل کیہہ غیا

ملک اساڈا رن کواری ہتھ ڈکیتاں آ غئی

جیہنوں مانجھی سمجھیا اوہو ٹھنڈیاں ہو کے کہہ غیا

وبخ لے کڑیئے سوچ لے رج کے مرنا تیری قسمت اے

فیر وی سفنے ویکھی جاویں نسنا باقی رہ غیا

سارے چور اچکے ڈاکو ٹھگ ڈکیت ملے سان نوں

ملک اساڈا رمز اللہ دی اللہ والا کہہ غیا

اس نال جس نے ظلم کمایا کتا ہو کے مریا جے

پتر نسل مکائی رب نے اوس دا ٹبر ٹیہہ غیا

امیئے نی میں رون ڈھیاواں - اتھر واتھر زار و زار

توں تے ٹر گئی جنتاں ولے - دنیا میرے وسوں باہر

تیرے باہجوں سر کج دتا - جس نے میری سسرڑی ٹھہار

ویکھ لے امیئے آنا فنا - اوہ وی ٹر گئی تیرے ہار

مینوں کجھ نئیں سمجھ چ آندا - کون اے میرے دل دی آہر

رب دا شکر تے صبر ضروری - جانڑ والے نوں روندے یار

مائیں سسے کجھ سمجھا دے - کون بنو گا میرا یار

جس دن تیرے گوڈے سر سی

رویا ساں میں جھلے آں ہار

رشتے ناواں نال نہ ہوندے

روحاں نال عمر دی ڈار

فیصل چھمو دا وی پتر ، فیصل پتر سیما دا

ماں پے تیرے میرے کا ہدے۔ ہندے ماں پے صرف بہار

سال مہینے دن تے راتاں، دن گننے نوں لکھیاں گئیاں

یار جے وچھڑے فیصل ویرے، عمراں ہنجواں وچ ٹر گئیاں

لوکی آکھن سال نواں اے، میں آکھاں ایہنوں پیڑاں پئیاں

کتھوں لیاواں ویر تے سسرڑی، امی موٹی لاڈاں نال

تایا، تائی، پھوپھیاں، پھوپھڑ، ویر تے پہناں کل عیال

ربا ہتھ تیرے ول چکے، تیرے اگے شیش گرایا

سوچ سمجھ کے تینوں منیا، توہیوں زندہ ذی الجلال

ساڈے کرم رباناں ویکھیں رحمت ولے نظراں مار

ہر دنیا دے سب توں تھلڑے تھئیں کھلو کے

ایہو منگئیے سوہنڑیا ربا۔ انج معافی دے دے ربا جیویں اے اج جمن ہو ون

ربا ایہناں سبھاں نوں بخشیں حساب کتابوں باہر و باہر

تیری ہی قدرت ہے ایسی، توہیوں سب دا بخشن ہار

لمیاں راہواں نال اڈیکاں یار دیاں

یاراں باہجوں یاراسنگتاں مار دیاں

نہ جان سکے پنجابی وچ مٹھیاں گلاں دی محفل وے

اج ایویں لنگھدے آن وڑے دولیکاں مار کے جانے آں

اک ستی قوم دے شہری آں گلاں وچ سارے شیر بڑے

جو اپنی پیلی بیجنے آں اوہ اگ جاوے کرلانے آں

گلاں کرناسوکھی سوکھی

گلاں دی سمجھ اوکھی اوکھی

سب دین دھرم دے شاہ ملدے

بندے دی پرکھ اوکھی اوکھی

اپنڑی محفل پنجابی دی
رل مل کے اج سجالئی اے
دو دکھڑے سن کے رولئی اے
اک دکھڑا یار سنالئی اے

بندے نوں بندے نال ملا
چل رل مل میلہ لالئی اے
پنجابی نوں کجھ سمجھ سکے
اک ایہہ جئی محفل لالئی اے

پورا میری ماں ورغاسی
نہ ویکھے ویراں ورغاسی
بے بے بانہواں سکھیاں اوہو
بابل ویہڑے چھاں ورغاسی

لسی رڑکاں روٹی سیکاں سالن ساگ بناواں
میرے گھر تے کاں ناں بولے کس نوں درد سناواں

بوہا باری نویں سواری مجھاں گاواں ڈنگر قلعے
آ کڑ ہووے طوق قبر دا یارو عمل اساں دے ڈھلے
ڈھلی ساڈی سوچ محبت ڈھلی دین دھرم تے ٹیک
عشق نبی دا خوف خدا دا بندیا تینوں کر دؤ نیک



فیصل عظیم قریشی

دلوں کے اندر بدلتے موسموں کی یہ کہانی۔۔

مصنف کی دیگر کتب

1۔ وہ قیمت جو ہم نے چکائی (پاکستان کے لٹنے کی کہانی۔ ایک نقطہ نظر)

2۔ شہری دفاع اور ففتھ جنریشن وار فیئر

3۔ شہری دفاع۔ وردی اور سروس کے قوانین

4۔ شہری دفاع۔ اہلکاران کے فرائض

5۔ شجرہ شریف فاروقی قریشی (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

6۔ شہری دفاع ایمرجنسی مددگار کتابچہ
(چھوٹی موٹی ایمرجنسی سے لیکر ایٹمی حملوں تک
ہمیں تک کیا کرنا چاہیئے)

قیمت: 800 روپے

طلحہ قریشی پبلشرز اینڈ پرنٹرز